مقالات

داعی حق کی ذمہ داری

از مولانا امین احسن صاحب اصلاحی

داعی حق ہو یا داعی ضلالت دونوں میں سے کسی کو بھی اللہ تعالیٰ نے دعوت اور ترغیب سے زیادہ کسی بات کا اختیار نہیں بخشا ہے۔ نہ پیغمبروں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ کسی شخص کے دل میں ہدایت ڈال دیں اور نہ شیطان ہی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی شخص کو گمراہی کی راہ پر لگا دے۔ ان میں سے ہر ایک کو بس یہ اختیار حاصل ہے کہ یہ اپنی اپنی راہ کی طرف خلق خدا کو بلا سکتے ہیں۔ ہدایت یا ضلالت کو اختیار کرنا، اختیار کرنے والے کی اپنی پسند اور اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق یا تیسیر پر منحصر ہے۔ اس توفیق اور تیسیر کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک ضابطہ بنا دیا ہے جس کے مطابق وہ اپنے سلیم الفطرت اور ہدایت پسند بندوں کو نبیوں کے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور کجروی اور گمراہی کو پسند کرنے والوں کے لیے شیطان کے راستوں پر چلنا آسان کر دیتا ہے۔ یہی حقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ان آیات میں واضح کی گئی ہے۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (قصص) — تم جس کو چاہو ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ (یوسف) — اور اکثر لوگ، خواہ تم کتنا ہی چاہو، ایمان نہیں لانے کے۔

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ — اگر تم ان کی راہ یابی کے متمنی ہو تو سن رکھو کہ اللہ نہیں راہ یاب کرتا ہے ان لوگوں کو جن کو گمراہ کر دیتا ہے

نَاصِرِيْنَ — اور ایسوں کا کوئی مددگار نہیں۔

كِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ (ابراهيم) — یہ کتاب ہے جو ہم نے تم پر اتاری ہے تاکہ تم لوگوں کو تاریکیوں میں سے روشنی کی طرف لاؤ ان کے رب کی اجازت سے۔

اسی طرح ابلیس کو خطاب کرکے فرمایا ہے:۔

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ مِنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ (الحجر) — میرے بندوں پر تجھکو کوئی تابو حاصل نہیں ہے، صرف ان پر تیرا زور چلے گا جو شریروں میں سے تیری پیروی کریں گے۔

خود ابلیس کی زبان سے اس کا یہ اعتراف نقل کیا ہے:۔

وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْا اَنْفُسَكُمْ (ابراهيم) — اور مجھکو تم پر کوئی اختیار نہیں ملا تھا مگر یہ کہ میں نے تم کو دعوت دی تو تم نے میری دعوت پر لبیک کہا تو اب مجھکو ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو۔

اس امر واقعی کی وجہ سے جہاں تک ایک داعی حق کا تعلق ہے وہ اس مسئلہ پر بالکل غور نہیں کرتا اور نہ اسے غور کرنا چاہیے کہ لوگ اس کی دعوت پر کان دھریں گے یا نہیں اور نہ اس فکر میں سر کھپاتا کہ زمانہ اس کی دعوت کے لیے سازگار ہے یا ناسازگار۔ وہ لوگوں کے رد و قبول، اپنی کوششوں کی کامیابی و ناکامی اور دعوت حق کے انجام کے متعلق ایک بار یہ فیصلہ کرکے کہ اس امر کا تعلق اس کی ذات سے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے، بالکل مطمئن ہو جاتا ہے۔ وہ صرف اس بات پر غور کرتا ہے کہ خود اس کا اپنا فرض کیا ہے اور جب یہ طے کرلیتا ہے کہ اس کا اپنا فرض یہی ہے کہ وہ اس مقصد کی دعوت دے جس کو وہ حق یقین کر رہا ہے اور جو اس کے خیال میں تمام دنیا کے لیے یکساں مفید ہے تو یہ طے کر چکنے کے بعد وہ اس تردد میں نہیں پڑتا کہ لوگ اس دعوت کو قبول کرنے کے بارہ میں اپنا فرض پورا کریں گے یا نہیں اور اللہ تعالیٰ اس دعوت کو دنیا میں برپا کرے گا یا نہیں؟

جہاں تک لوگوں کے رد و قبول کا تعلق ہے وہ اس کی دعوت کو قبول کریں یا نہ کریں دونوں صورتوں میں اس کی اپنی ذمہ داری بدستور قائم رہتی ہے۔ اگر وہ قبول کریں گے تو ان کے لیے دنیا اور آخرت میں کامیابی اور فلاح کی راہیں کھلیں گی اور یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ادائے فرض دعوت کا اجر و ثواب حاصل کرے گا۔ اور اگر نہ قبول کریں گے تو اس کے ذریعہ سے لوگوں پر خدا کی حجت پوری ہو گی اور داعی اللہ کے ہاں اپنی ذمہ داری سے سبکدوش قرار دیا جائے گا کہ اس کا جو فرض تھا اس نے پورا کر دیا۔ قرآن میں داعیان حق کی ایک جماعت کا جواب نقل ہوا ہے جن کو ان لوگوں کے سامنے بے فائدہ اپنی دعوت پیش کرنے سے روکا گیا تھا جو دعوت کو قبول کرنے والے نہیں تھے اس جواب سے داعی حق کے فرض کی نوعیت واضح ہوتی ہے کہ لوگ اس کی دعوت کو قبول کریں یا نہ کریں دونوں صورتوں میں اس کا فرض صرف حق کی دعوت دینا ہے۔ اگر لوگ قبول کریں گے تو ہدایت پائیں گے اور اگر نہ قبول کریں گے تو یہ اللہ کے ہاں بری الذمہ قرار پائے گا۔

وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ (۱۶۴ - الاعراف)

اور جب کہ کہا ان میں سے ایک جماعت نے کہ ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو یا تو اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والا ہے یا کم از کم سخت عذاب دینے والا ہے انھوں نے جواب دیا کہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہمارا عذر واضح

باقی رہا اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کا معاملہ تو مجرد یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اس حق کو واضح کیا ہے اس کے دل کے اندر یہ اطمینان پیدا کرتی ہے کہ اس حق کی دعوت دینا، لوگوں کے لیے اس کا قبول کرنا اور دنیا میں اس کا فروغ پانا ممکن ہے اور اگر وہ اس کی طرف لوگوں کو بلانے اور دنیا میں اس کو برپا کرنے کا عزم لے کر اٹھے گا تو اللہ ضرور اس کام میں اس کی امداد فرمائے گا۔ ایک رحیم و کریم خدا کے متعلق وہ یہ بدگمانی نہیں کر سکتا کہ جس راستہ کی طرف وہ رہبری فرمائے کہ یہ صراط مستقیم ہے اس راستہ پر چلنا ناممکن ہو اور جس نظام زندگی کے بابت فرمائے کہ یہ فطری نظام زندگی ہے وہ اتنا پیچیدہ اور ناممکن العمل ہو کہ لوگ اس کو اختیار ہی نہ کر سکیں۔ نیز ایک عادل اور مہربان پروردگار کے متعلق وہ یہ بدگمانی بھی نہیں کر سکتا

کہ وہ اس پر ایک فرض عائد کرکے یہ حکم دے کہ تیرے کرنے کا کام یہ ہے اور اسی کے کرنے میں تیری نجات اور میری خوشنودی ہے لیکن جب وہ اس کو کرنا شروع کرے اور اس کے سامنے مشکلیں آئیں تو وہ اس کو تنہا بے یار و مددگار چھوڑ دے اور اس کی کوئی مدد نہ فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ حسن ظن اور یہ اعتماد ہر داعی حق کے اندر موجود ہوتا ہے اور مخالفین جب اس کی راہ میں روڑے اٹکانے شروع کرتے ہیں اور بظاہر ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ یہ کام اب آگے نہیں بڑھنے کا ہے تو یہی اعتماد اس کی ڈھارس بندھاتا ہے کہ جس راستہ کی طرف خود خدا نے انگلی اٹھا کر اشارہ فرمایا ہے کہ راہ حق یہ ہے تو اس پر چلنے والا منزل مقصود تک ضرور پہنچ کے رہے گا اور اس راہ میں خواہ کتنی ہی دشواریاں کیوں نہ پیش آئیں لیکن بالآخر اللہ کی مدد ضرور آکے رہے گی۔

داعیان حق کا یہی حسن ظن اور اعتماد ہے جو سورہ ابراہیم کی اس آیت سے ظاہر ہو رہا ہے:-

وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا آذَيْتُمُونَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ (ابراہیم)

اور کیوں نہ ہم اعتماد کریں اللہ پر جبکہ اس نے خود ہم پر ہماری راہیں کھولی ہیں اور ہم صبر کریں گے ان تکلیفوں پر جو تم ہمیں پہنچاؤ گے اور اللہ ہی پر چاہیے کہ بھروسہ کرنے والے

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ داعی اپنی ذمہ داری کے حدود معین کرنے میں غلطی کر جاتا ہے۔ وہ یہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ اس پر صرف اسی حد تک ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ حق کو لوگوں تک ٹھیک ٹھیک پہنچا دے بلکہ وہ اس بات کا بھی ذمہ دار ہے کہ لوگ اس حق کو قبول بھی کرلیں۔ اس غلطی کا لازمی نتیجہ ایک تو یہ ہوتا ہے کہ داعی کے اندر، حق خالص کو پیش کرنے کے بجائے، مخالفین کے باطل عقائد و افکار کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے اور دوسرا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک بالکل غلط ذمہ داری اپنے سر اٹھا لینے کی وجہ سے اپنی زندگی سخت افکار اور الجھنوں میں ڈال دیتا ہے۔ اس طرح کی غلطیوں سے بچانے کے لیے قرآن مجید نے مفصل ہدایات دی ہیں۔ مثلاً:

وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَلَٰكِن ذِكْرَىٰ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ

ان لوگوں سے جو خدا سے ڈرتے ہیں ان لوگوں کے اعمال کی پرسش نہ ہوگی جو خدا سے نہیں ڈرتے بلکہ ان لوگوں کی ذمہ داری صرف یاد دہانی کر دینا ہے تاکہ وہ ڈریں۔

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا وَمَآ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ (انعام)

تو پیروی کر اس چیز کی جو تیرے اوپر خدا کی طرف سے اتاری جا رہی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور مشرکوں سے اعراض کر۔ اگر اللہ چاہتا کہ یہ مشرکین شرک نہ کرنے پائیں تو یہ شرک نہ کر سکتے (لیکن اللہ تعالیٰ نے دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں کی ہے) اور ہم نے تم کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا ہے (کہ یہ کوئی غلطی کر ہی نہ سکیں) اور نہ تم ان پر وکیل بنا کر بھیجے گئے ہو (کہ ان کے ایمان کے معاملہ کی ذمہ داری تم پر ہو)۔

فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَیْنَا الْحِسَابُ (رعد)

تمہارے اوپر صرف پوری طرح پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے حساب کی ذمہ داری ہم پر ہے۔

طٰهٰ، مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰی

ہم نے تم پر قرآن اس لیے نہیں اتارا ہے کہ تم اپنی زندگی مصیبت میں ڈال لو، یہ تو یاددہانی ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔

اس زمانہ میں جو لوگ طاغوت کے عالمگیر تسلط کی وجہ سے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں اور دعوت حق کا کوئی امکان نہیں پا رہے ہیں یا دعوت حق کے پھیلنے کا امکان نہ پا کر دعوت باطل ہی میں لگ گئے ہیں یہ لوگ اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ ان لوگوں کے سامنے اگر یہ حقیقت واضح ہوتی کہ ان کی ذمہ داری صرف بلاغ ہے۔ لوگوں کا ان کی پیش کی ہوئی دعوت کو قبول کرنا یا نہ کرنا اور اس دعوت کا فروغ پانا یا نہ پانا ان سے متعلق نہیں ہے بلکہ یہ معاملہ اللہ تعالیٰ سے متعلق ہے تو نہ وہ امکان اور عدم امکان کی الجھنوں میں پڑتے اور نہ وہ ایک باطل کو برپا کرنے کی ذمہ داری اپنے سر لیتے بلکہ اپنے بس بھر حق کی دعوت دیتے اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے کہ جب وہ خود حق ہے اور حق کو دوست رکھتا ہے تو اس حق کو ضرور برپا کرے گا جس کی وہ دعوت دے رہے ہیں۔ لیکن انھوں نے اپنے بوجھ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری بھی اپنے کاندھوں پر اٹھا لینی چاہی اور جب انھیں اندازہ ہوا کہ یہ بوجھ بھاری ہے ان سے نہیں اٹھ سکے گا تو مجبوراً ان کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ ہرچند خیر و برکت والا نظام تو وہی ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے لیکن اس زمانہ میں اس کا وسیع پیمانہ قیام چونکہ ناممکن ہے اس وجہ سے اس کے

سوا چارہ نہیں کہ ایک غیر اسلامی نظام کی دعوت دی جائے۔

اس خیال کے اندر جو گمراہیاں چھپی ہوئی ہیں ان سب کو نہ ظاہر کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ان کے ظاہر کرنے کی یہاں گنجائش ہے البتہ صرف ایک بات کی طرف ہم اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ ان حضرات نے دیدہ دانستہ حق کی راہ چھوڑ کر باطل کی راہ محض اس خیال سے اختیار کی کہ اس راہ پر چل کر وہ آسانی سے اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں۔ حالانکہ اس راہ میں بھی کامیابی (جس کو وہ کامیابی سمجھتے ہیں) اگر حاصل ہوگی تو اللہ کے حکم ہی سے حاصل ہوگی نہ کہ خود ان کی سعی و تدبیر سے۔ تو بجائے اس کے کہ وہ ایک باطل راہ پر چل کر اس بات کا انتظار کرتے کہ اللہ تعالیٰ اس راہ میں ان کی رسی دراز کرے کیا یہ بہتر نہ تھا کہ وہ خود بھی راہ حق پر چلتے، اور اسی پر چلنے کی دوسروں کو بھی دعوت دیتے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق اور کامیابی کے منتظر رہتے؟

بہرحال یہ خطرناک غلطی جس نے ان کی ساری جدوجہد کو ایک بالکل غلط راہ پر لگا دیا صرف اس بات کا نتیجہ ہے کہ بحیثیت داعی انھوں نے اپنی ذمہ داری کے حدود کو ٹھیک ٹھیک معین نہیں کیا۔ انھوں نے اپنا فرض صرف اسی قدر نہیں سمجھا کہ جس حق کی طرف اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت کی ہے اس حق کو بلا کم و کاست لوگوں تک پہنچا دیں بلکہ اپنا فرض بھی یہ سمجھا کہ کوئی ایسی چیز لوگوں کے سامنے پیش کریں جو زمانہ کے رجحانات کے مطابق ہو اور جس کو لوگ آسانی سے قبول کر لیں۔ یہ غلطی لازمی طور پر ایک داعی کو رحمان کے راستہ سے ہٹا کر شیطان کے راستہ پر ڈال دیتی ہے اور وہ صرف داعی ہی نہیں رہ جاتا بلکہ مدعی بن کر خدا کے حقوق میں دراندازی کرنے والا اور ایک نیا دین پیش کرنے والا بن جاتا ہے۔

ایک داعی اگر اپنی اس حیثیت کو اچھی طرح پہچانتا ہے تو اس سے اس بات کا اندیشہ تو نہیں ہو سکتا کہ وہ مایوس اور بددل ہو کر بیٹھ رہے یا حق کی جگہ باطل ہی کی دعوت شروع کر دے البتہ اس کو اس پہلو سے اپنی نگرانی کرنی پڑتی ہے کہ کہیں اس خیال کی وجہ سے کہ اس کے اوپر صرف بلاغ کی ذمہ داری ہے، اس کے اندر بے پروائی اور سہل انگاری نہ پیدا ہو جائے۔ اس کو ہمیشہ

ان ذمہ داریوں کو سامنے رکھنا پڑتا ہے جو داعی پر بحیثیت داعی عائد ہوتی ہیں اور جن کا لحاظ نہ رکھنے کی صورت میں ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے مواخذہ ہو جائے کہ اس نے تبلیغ یا ادائے شہادت کا فرض اس طرح ادا نہیں کیا جس طرح اس کو ادا کرنے کا حق تھا۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کا جہاں تک تعلق ہے ان کو فرض رسالت کی ذمہ داریوں کا اس درجہ شدید احساس ہوتا تھا کہ وہ بسا اوقات اس کے پیچھے نہ اپنے ضروری آرام کا خیال کرتے نہ اپنی اور اپنی دعوت کی عزت و شان کا بلکہ ان کے غیر معمولی انہماک سے ایسا ظاہر ہوتا کہ گویا وہ اپنے آپ کو لوگوں کے کفر و ایمان کا ذمہ دار سمجھ رہے ہیں۔ اس انہماک پر اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو محبت آمیز انداز میں ٹوکا ہے جس کی بعض مثالیں ہم اوپر نقل کر آئے ہیں۔ یہی انہماک افراط و تفریط سے بچکر، ہر داعی حق کی خصوصیت ہونا چاہیے۔

خریداران ترجمان القرآن سے التماس

(۱) چندہ کے منی آرڈر کوپن پر اپنا پورا پتہ صاف اور خوشخط لکھیے۔ (خصوصاً ڈاک خانہ اور ضلع کا نام انگریزی کے بڑے حروف میں درج کیجیے)۔ سابق نمبر خریداری بھی تحریر فرمائیے۔

(۲) تبدیلی پتہ کی فرمائش مہینہ کی ۱۵ تاریخ تک دفتر کو پہنچ جانی چاہیے جس میں پہلا پتہ اور نیا تبدیل شدہ پتہ دونوں نمبر خریداری کے حوالہ کے ساتھ درج ہوں۔

(۳) بمبئی، بنگال، جنوبی ہند، بہار، سی پی اور وسط ہند کے خریدار حضرات اپنا پتہ لازماً انگریزی میں لکھا کریں۔

(۴) اجرائے رسالے کے لیے پیشگی چندہ بھیجیے یا وی پی کی اجازت دیجیے۔ قرض یا وعدہ پر رسالہ جاری نہیں کیا جاتا۔

اگر خدانخواستہ آپ ان گذارشات کو نظرانداز کریں گے تو دفتر کی مجبورانہ کوتاہیوں کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔

"منیجر"